قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۝ سورۃ المائدۃ



مسئلہ بشریت

عبد مصطفیٰ

مُصنّف مولانا حافظ شوکت علی

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں)

نام کتاب..........مسئلۂ بشریت

مصنف..........عبد مصطفےٰ مولانا حافظ شوکت علی

0321-3328156

پروف ریڈنگ..........میاں شہزاد شاہد مرید کے

کمپوزنگ..........حافظ محمد فرحان علی رضوی

تاریخ اشاعت..........1-6-2010

ناشر..........مکتبہ اہل سنت' جامعہ نظامیہ رضویہ' لاہور

تعداد..........1000

ہدیہ..........40روپے

ملنے کا پتہ

مکتبہ اہل سنت' جامعہ نظامیہ رضویہ

صراطِ مستقیم پبلیکیشنز' شیخ ہندی سٹریٹ' لاہور

النظامیہ کتاب گھر' اردو بازار لاہور

مسجد الہجویری علی سنٹر سکول سٹاپ' شاہ عالم مارکیٹ' لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نشانِ منزل

یادگارِ اسلاف

ادیب شہیر حضرت علامہ مولانا

محمد منشا تابش قصوری

محمد مصطفی نورٌ علی نور

حدیث قدسی: ﴿كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ مُحَمَّدًا﴾ اللہ رب العزت جل وعلیٰ نے فرمایا میں مخفی خزانہ تھا پھر مجھے محبت ہوئی کہ میرا تعارف ہو تو میں نے محمد ﷺ کو تخلیق فرمایا۔

اور نبی کریم ﷺ نے اپنی تخلیق کی کیفیت کو یوں بیان فرمایا ﴿كُلُّ خَلَائِقِ مِنْ نُوْرِيْ وَاَنَا مِنْ نُوْرِ اللهِ﴾ تمام مخلوق میرے نور سے ظہور پذیر ہوئی اور میں اللہ کے نور سے۔

حضرت مولانا جامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

وصلی اللہ علی نورٍ کزو شد نور ھا پیدا
زمین از حب اور ساکن فلک در عشق او شیدا

نورانیت اور بشریت متضاد نہیں۔ یعنی نور بشر کی اور بشر نور کی ضد نہیں ہے۔ جیسے

دن اور رات، بینا اور نابینا، عالم اور جاہل، سایہ اور دھوپ وغیرہ

یعنی دن ہے تو رات نہیں، رات ہے تو دن نہیں، بینا ہے تو وہی بیک وقت نابینا نہیں اور اگر جاہل ہے تو اسے عالم نہیں کہا جائے گا۔

مگر نور ہے تو بشر بھی ہے بشر ہے تو نور بھی ہے یعنی یہ نہیں ہو سکتا کہ بشر ہو مگر چاند، سورج، ستارے، چراغ، لیمپ، ٹیوبیں، بلب اور دیگر ہر قسم کی روشنیاں نہ ہوں ان تمام کی موجودگی بشریت کی نفی نہیں کرتی اور بشر کے ہوتے ہوئے یہ تمام انوار اور روشنی کے وسائل مٹ نہیں جاتے۔ نور کی ضد ظلمت ہے بشریت نہیں۔

لہٰذا معمولی سا شعور رکھنے والا بچہ بھی سمجھتا ہے کہ میری موجودگی نور کی نفی نہیں کرتی اور نور کی موجودگی بشریت کو معدوم نہیں ہونے دیتی۔ لہٰذا نور بشر کی اور بشر نور کی ضد نہیں ہے۔ ان کی بیک وقت موجودگی اپنی اپنی صفت پر قائم و دائم ہے۔ لہٰذا نبی کریم سید عالم، نور مجسم ﷺ کی ذات والا برکات نور بھی ہے اور وصف بشریت سے بھی موصوف ہے۔ حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

محمدٌ بشر لا کالبشر

یاقوت حجر لا کالحجر

نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ بشر ہیں مگر عام بشروں کی طرح نہیں جیسے یاقوت پتھر ہے عام پتھروں کی طرح پتھر نہیں ہے۔

نبی کریم ﷺ انبیاء و رسل علیہم السلام کی بشریت خاصہ کا کوئی بھی ایماندار منکر نہیں اور نبوت و رسالت کے خواص میں بشریت کا تسلیم کرنا از حد ضروری ہے۔ گو

حضرت جبرائیل علیہ السلام کو رسول کے کلمہ سے متعارف کرایا گیا ہے مگر انہیں کسی قوم، ملت، امت کی طرف مبعوث نہیں فرمایا گیا اور تعجب کی بات ہے کہ فرشتوں کو قرآن کریم میں نور کے کلمہ سے متعارف بھی نہیں کرایا گیا مگر بالاتفاق ہر مکتبۂ فکر فرشتوں کو نور تسلیم کرتا ہے اور کبھی کسی نے اس سلسلہ میں دریافت نہیں کیا، فرشتوں کو نور کیوں کہتے ہیں؟ انہیں نور ماننے کے لئے کوئی فرمانِ الٰہی ہے؟

بحث ہوتی ہے تو صرف سید عالم نور مجسم، نبی مکرم ﷺ کی ذات والا برکات کے متعلق کہ آپ نور ہیں یا بشر تو اس سلسلہ میں واضح رہے کہ آپ کے بشر ہونے میں تو کوئی اختلاف نہیں البتہ نور ہونے کے بارے میں جو لوگ نور ایمان سے محروم ہیں وہ مصیبت میں پڑے ہوئے ہیں کہ آپ کی اللہ تعالیٰ کے نور سے تخلیق مانی جائے تو نورِ الٰہی کے حصے بخرے ہو جاتے ہیں۔

ان کی اس بیماری کا یوں علاج کیا گیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کا خمیر تیار فرمایا تو فرمایا ﴿فَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُّوحِي﴾ پس میں نے حضرت آدم علیہ السلام کے ڈھانچے میں اپنی روح پھونکی۔

اب ذرا قرآن کریم کی اس آیۂ کریمہ کے نور سے اپنے ایمان و ایقان کو جلا بخشئے ﴿قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ﴾ (المائدہ) بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور آیا اور نورانی کتاب۔

من روحی اور من اللہ نور کو بار بار پڑھئے اور فیصلہ کیجئے جب حضرت آدم علیہ السلام کے پتلے کو اللہ تعالیٰ اپنی روح سے نوازتا ہے تو اس ذات کریم کے حصے بخرے نہیں ہوئے تو من اللہ نور سے اس ذات اقدس کے حصے بخرے کیسے ہو سکتے ہیں؟

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
وہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا
تو گھٹانے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے گا
جب کہ بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا
مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے
پر نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

قارئین کرام! انبیاء ورسل علیہم السلام خصوصاً نبی کریم' نور مجسم' سید عالم ﷺ کی بشریت کا تو کوئی ایمان دار منکر نہیں' البتہ جو لوگ یہ ایمان وعقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ ہماری مثل بشر ہیں۔ ہم ایسے قبیح کلمات کو بھی تسلیم نہیں کر سکتے ان میں کونسی خوبی پائی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کو انکی مثل بناتا؟

سید عالم ﷺ کی ازواجِ مطہرات' امہات المومنین رضی اللہ عنہن کو تو اللہ تعالیٰ اعلانیہ فرما رہا ہے میرے حبیب کی ازواج پوری انسانیت میں کوئی بھی تمہاری مثل نہیں' جب ازواجِ مطہراتِ مصطفیٰ ﷺ کو خود رب العزت جل وعلا بے مثل وبے مثال فرما رہا ہے تو کتنے افسوس کی بات ہے کہ تم تو اس رسول اعظم جو اپنی ہر ہر ادا میں بے مثل و بے مثال ہیں انہیں اپنی مثل بشر کہتے ہو۔ آج تک کسی ایمان دار عورت نے امہات المومنین' ازواجِ مطہرات رسول کریم ﷺ کو اپنی مثل نہیں کہا' تم مرد ہو کر عورتوں سے بھی گئے گزرے ہو۔

نہ پہنچا نہ پہنچے گا ستم کشی تمہاری کو

اگرچہ ہو چکے ہیں تم سے پہلے فتنہ گر لاکھوں

سب سے پہلے ابلیس لعین حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو بشر کہہ کر توہین کا مرتکب ہوا نیز یہ سلسلہ کفار ومشرکین میں بدستور چلتا رہا پھر ان کے تتبع میں منافقین نے اسے نہ صرف برقرار رکھا بلکہ اسے دوام بخشنے کے لئے ہزارہا صفحات سیاہ کر کے اپنا نامۂ اعمال کی سیاہی میں مسلسل اضافہ کرتے آرہے ہیں۔

انہیں راہ ہدایت پر لانے کے لئے عزیز القدر مولانا حافظ شوکت علی زید علمہٗ وعملہٗ (جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور) نے مسئلہ نور وبشر کو اجاگر کرنے کی طرف نگاہ ڈالی ہے اور نہایت محنت سے اس پر سیر حاصل گفتگو کرتے ہوئے دلائل وبراہین سے اپنی تالیف کو مرصع فرمایا ہے۔

اس تصنیف منیف کا اگر ایمانی' ایقانی اور نورانی آنکھوں سے مطالعہ کیا جائے گا تو امید ہے کہ جو انوار وتجلیات سے محروم ہیں ان کے دل کی آنکھیں مستنیر ہو سکتی ہیں۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کی اس مساعی جمیلہ کو قبولیت کا شرف عطا فرمائے اور محسن اعظم نبی کریم نور مجسم ﷺ نگاہ کرم سے نوازیں۔

تا کہ ان کا قلم ہمیشہ نور بکھیرتا رہے

آمین ثم آمین

دعا گو! محمد منشا تابش قصوری
جامعہ نظامیہ رضویہ' لاہور (پاکستان)
10 مئی 2010
26 جمادی الاولیٰ 1431 دوشنبہ

عقیدہ اہل سنت

ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو جنس بشر اور نوع انسان میں مبعوث فرمایا ہے لیکن انبیاء علیہم السلام کی بشریت بے شمار فضائل و کمالات پر مشتمل ہے اور ہمارے نبی اکرم ﷺ بشریت اور نورانیت دونوں کے جامع ہیں چنانچہ ہمارے نزدیک آپ ﷺ نوری و بے مثل بشر ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کو اپنے جیسا بشر یا بڑا بھائی کہنا بے ادبی و گستاخی ہے سابقہ امتوں کے کفار نے انبیاء علیہم السلام کو اپنے جیسا بشر کہا تو ان پر وعیدیں آئیں حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”نبی جنس بشر میں آتے ہیں اور انسان ہی ہوتے ہیں جن یا (محض) بشر یا فرشتہ نہیں ہوتے یہ دنیاوی احکام ہیں ورنہ بشریت کی ابتداء آدم علیہ السلام سے ہوئی کیونکہ وہ ہی ابو البشر اور حضور ﷺ خود فرماتے ہیں ﴿كُنْتُ نَبِيًّا وَّ آدَمُ بَيْنَ الْمَآءِ وَالطِّيْنِ﴾ ترجمہ: میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم علیہ السلام پانی اور مٹی کے درمیان تھے

اس وقت حضور ﷺ نبی ہیں بشر نہیں سب کچھ صحیح لیکن ان کو اپنے جیسا محض بشر کہہ کر پکارنا یا محمد ﷺ اے ابراہیم کے باپ یا اے بھائی باوا وغیرہ برابری کے الفاظ سے یاد کرنا حرام ہے اور اگر توہین کی نیت سے پکارا تو کافر ہے فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ جو شخص حضور نبی کریم ﷺ کو ﴿هٰذَا الرَّجُلُ﴾ ”یہ مرد“ توہین کی نیت سے کہے تو کافر ہے بلکہ یا رسول اللہ یا حبیب اللہ یا شفیع المذنبین وغیرہ کے کلمات سے یاد کرنا لازم اور ضروری ہے۔

﴿انبیاء کرام علیہم السلام کو اپنی طرح بشر کہنا کفار کا طریقہ ہے﴾

ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا﴾ (سورۃ ہود پارہ 12 آیت 27)

تو اس کی قوم کے سردار جو کافر ہوئے تھے بولے ہم تو تمہیں اپنے جیسا آدمی (بشر) دیکھتے ہیں۔ (کنز الایمان)

تشریح: معلوم ہوا کہ نبی کو اپنے جیسا کہنا کفر کی جڑ ہے اور گمراہی کی سیڑھی ہے۔ یاد رہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو یا تو رب نے بشر فرمایا یا خود انبیاء کرام علیہم السلام نے یا کفار نے چوتھے کسی نے بشر نہ پکارا۔ اب جو حضور نبی کریم ﷺ کو بشر کہہ کر پکارے آپ سمجھ لیں کہ وہ کون ہے۔

اس آیت کریمہ کی وضاحت کرتے ہوئے مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں اس گمراہی (یعنی نبی کو اپنے جیسا بشر کہے) میں بہت سی امتیں مبتلا ہو کر اسلام سے محروم ہو گئیں قرآن کریم میں جا بجا ان کے تذکرے ہیں اس امت میں بھی بہت سے بدنصیب سید الانبیاء ﷺ کو بشر کہتے ہیں اور ہمسری کا خیال فاسد رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں گمراہی سے بچائے۔ (آمین)

﴿حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے کفار نے
آپ علیہ السلام کو اپنے جیسا بشر کہا﴾

﴿فَقَالَ الْمَلَؤُا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَ يَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ﴾ (پارہ 18 سورہ مومنون آیت 33)

اور بولے اس قوم کے سردار کہ یہ تو نہیں مگر تم جیسا (بشر) جو تم کھاتے ہو اسی میں سے کھاتا ہے اور جو تم پیتے ہو اسی میں سے پیتا ہے۔ (کنزالایمان)

مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں (کفار نے سمجھا کہ) اگر (حضرت نوح علیہ السلام) نبی ہوتے تو ملائکہ کی طرح کھانے پینے سے پاک ہوتے ان باطن کے اندھوں نے کمالات نبوت کو نہ دیکھا اور کھانے پینے کے اوصاف دیکھ کر اپنی طرح بشر سمجھ لیا اور حضور ﷺ کے کمالات نبوت پر آنکھیں بند کرلیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کو اپنے جیسا بشر کہنا اور ان کے ظاہری کھانے پینے کو دیکھا باطنی اسرار کو نہ دیکھا ہمیشہ سے کفار کا کام رہا ہے سب سے پہلے شیطان نے نبی کو بشر کہا پھر ہمیشہ سے کفار نے کہا قرآنی جزدان کو دیکھنا غافل کا کام ہے اور جزدان کے اندر قرآن کو دیکھنا مومن کا شیوہ ہے۔ ابوجہل صحابی نہ ہوا حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ صحابی ہو گئے عاشقوں کے امام بن گئے اگرچہ دونوں نے حضور ﷺ کو دیکھا کیونکہ ابوجہل نے صرف بشریت کو دیکھا اور عاشقوں کے امام سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بشریت کے غلاف میں نور کو دیکھا کفار نے نبی کریم ﷺ کے کھانے پینے کی ابتداء دیکھی انتہاء کا فرق نہ دیکھا بھڑ اور شہد کی مکھی ایک ہی پھول چوستی ہے مگر یہ پھول کا رس بھڑ کے پیٹ میں پہنچ کر زہر اور شہد کی مکھی کے پیٹ میں پہنچ کر شہد بنتا ہے ایسے ہی ہمارا کھانا غفلت کا باعث ہے انبیائے کرام کی خوراک نورانیت کے ازدیاد کا ذریعہ ہے۔

﴿فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام و حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنے جیسا بشر کہا﴾

﴿ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَ اَخَاهُ هٰرُوْنَ بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۟ئِهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا وَ كَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ فَقَالُوْۤا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا﴾ (پارہ 18 سورہ مومنون آیت 45,46,47)

پھر ہم نے موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی ہارون علیہ السلام کو اپنی آیتوں اور روشن سند کے ساتھ بھیجا فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف تو انہوں نے غرور کیا اور لوگ غلبہ پائے ہوئے تھے بولے کیا ہم ایمان لائیں اپنے جیسے دو آدمیوں (بشر) پر۔

ثابت ہوا کہ نبی کی شان و عظمت میں تنقیص کر کے اسے اپنے جیسا بشر کہنا فرعون اور اس کے پیروکاروں کا طریقہ ہے۔ (کنزالایمان)

﴿کفار نے حضرت صالح علیہ السلام کو اپنی طرح بشر کہا﴾

﴿وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَ اَتْرَفْنٰهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مَا هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَ يَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ﴾ (پارہ 18 سورہ مومنون، آیت 33,34)

اور بولے اس قوم کے سردار جنہوں نے کفر کیا اور آخرت کی حاضری کو جھٹلایا اور ہم نے انہیں دنیا کی زندگی میں چین دیا کہ یہ تو نہیں مگر تم جیسا آدمی (بشر) جو تم کھاتے ہو اس میں سے کھاتا ہے اور جو تم پیتے ہو اس میں پیتا ہے اور اگر تم کسی اپنے جیسے آدمی (بشر)

کی اطاعت کروجب توتم ضرور گھاٹے میں ہو۔ (کنزالایمان)

حضرت صالح علیہ السلام کی قوم نے آپ علیہ السلام کی کھانے پینے کو اپنے کھانے پینے پر قیاس کر کے آپ علیہ السلام کو اپنے جیسا بشر کہا اور ہلاک ہوئے بدقسمتی سے آج بھی ان کی طرح ایک قوم پیدا ہو چکی ہے جو حضور نبی کریم ﷺ کے کھانے پینے چلنے پھرنے شادی وغیرہ کرنے کو اپنے افعال پر قیاس کرتے آپ علیہ السلام کو اپنے جیسا بشر اور بڑا بھائی کہتے ہوئے نظر آتی ہے۔

﴿شیطان نے سب سے پہلے نبی کو بشر کہا﴾

﴿قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ﴾ (پارہ 14 سورہ حجر آیت:33)

(شیطان) بولا مجھے زیبا نہیں کہ بشر کو سجدہ کروں جسے تو نے مٹی سے بنایا جو سیاہ بودار گارے سے تھی۔ (کنزالایمان)

اس آیت کریمہ میں شیطان مردود نے حضرت آدم علیہ السلام کو تنقیص کے طور پر بشر کہا اور آپ علیہ السلام کے اندر نقائص ڈھونڈ کر بشر کہا تو اللہ تعالیٰ نے اسے ایسا راندہ درگاہ کیا کہ ہمیشہ کے لیے ملعون و معتوب ہو گیا لہٰذا نبی کو بشر کہنے والے شیطان سے عبرت حاصل کریں۔

﴿اصحاب قریہ کے کفار نے انبیاء علیہم السلام کو اپنی طرح بشر کہا﴾

﴿اِذْ اَرْسَلْنَاۤ اِلَیْهِمُ اثْنَیْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْۤا اِنَّاۤ اِلَیْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ قَالُوْا مَاۤ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا﴾ (پارہ 22 سورہ یٰسین آیت 14,15)

جب ہم نے ان کی (یعنی اصحاب قریہ) کی طرف دو (رسول) بھیجے پھر انہوں (یعنی اصحاب قریہ کے کفار) نے جھٹلایا تو ہم نے تیسرے (نبی) سے زور دیا اب ان سے (انبیاء علیہ السلام) نے کہا ہم بے شک تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں کفار بولے تم تو نہیں مگر ہم جیسے آدمی (بشر)۔ (کنزالایمان)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انطاکیہ شہر کے بسنے والوں کی طرف اپنے تین ساتھی تبلیغ دین کے لیے بھیجے تو اہل انطاکیہ نے ان کو اپنے جیسا بشر کہہ کر ان کی دعوت کو ٹھکرا دیا جس پر انہیں عذاب الٰہی سے ہلاک کر دیا گیا۔

خلاصہ کلام: ان تمام آیت مبارکہ سے ثابت ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو اپنے جیسا بشر کہنا کفار کا طریقہ ہے قرآن پاک سے کہیں بھی ثابت نہیں ہوا کہ مومنین نے انبیاء کرام علیہ السلام کو اپنے جیسا بشر کہا ہو۔ لہٰذا ان آیات سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو آج بھی نبی کریم ﷺ کو اپنے جیسا بشر سمجھتے ہیں اور نبی کریم ﷺ کی ذات میں نقائص تلاش کر کے آپ ﷺ کی عظمت و شان میں کمی پیدا کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں اور یہ لوگ حضور ﷺ کی شان میں کمی کیا کر سکتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ (پارہ 30 آیت 4 سورہ الم نشرح)

اور ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔ (کنزالایمان)

یہ جتنی بھی کوشش کریں مگر حضور ﷺ کی شان میں کمی نہیں کر سکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کا ذکر بلند کر دیا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی ذات پاک بے مثل بشریت کے ساتھ متصف ہے اور ہر قسم کے نقائص سے پاک ہے اس کے ثبوت پر قرآن پاک اور بے شمار احادیث مبارکہ سے اس کا ثبوت ذکر کیا جائے گا۔

﴿قرآن کریم سے نبی کریم ﷺ کے بے مثل و بے مثال ہونے کا ثبوت﴾

﴿رسول اکرم ﷺ کو اس طرح نہ پکارو جیسے تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو﴾

﴿لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا﴾

(پارہ 18 سورہ نور آیت 63)

رسول اللہ ﷺ کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرا لو جیسا تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ (کنز الایمان)

اس آیت کریمہ میں عام بشر اور نبی کے ساتھ کلام کرنے میں واضح فرق بیان کیا گیا ہے کہ جس طرح عام انسان کو اپنے جیسا بشر جان کر اسے بڑا بھائی وغیرہ کہہ کر پکارتے ہو رسول اکرم ﷺ کو اس طرح مت پکارو کیونکہ رسول کریم ﷺ عام بشر یا محض بشر نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ اور عام بشر میں بہت بڑا فرق ہے۔

﴿کسی بشر میں اللہ کا کلام سننے کی طاقت نہیں مگر انبیاء علیہم السلام کو ہے﴾

﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ﴾ (پارہ 25 سورہ شوریٰ آیت 51)

اور کسی آدمی (بشر) کو نہیں پہنچتا کہ اللہ تعالیٰ اس سے کلام فرمائے مگر وحی کے طور پر یا یوں کہ وہ بشر پردہ عظمت کے ادھر ہو یا کوئی فرشتہ بھیجے کہ وہ اس کے حکم سے وحی کرے جو وہ چاہے بے شک وہ بلندی و حکمت والا ہے۔ (کنز الایمان)

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں عام بشر اور نبی کے درمیان یہ فرق بیان فرمایا کہ عام

بشر کے اندر اتنی طاقت نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہو سکے جب کہ اللہ تعالیٰ کا نبی اس سے ہم کلام ہوتا ہے اور نبی کے ہم کلام ہونے کی تین صورتیں بیان فرمائیں کہ نبی یا تو براہ راست اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوتا ہے یا پردہ کے پیچھے سے یا بذریعہ فرشتے کے۔ جیسا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے رب سے براہ راست کلام فرمایا پردہ کی اوٹ میں فرشتہ کے واسطے سے بھی اللہ تعالیٰ سے کلام فرمایا لہٰذا ثابت ہوا کہ عام بشر اور نبی میں بہت فرق ہے اور کوئی نبی محض بشر نہیں ہوتا جیسا کہ بعض لوگوں نے گمان کیا۔

﴿احادیث سے بے مثلیت کا ثبوت﴾

تم میری مثل نہیں:

﴿عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَاصَلَ فِيْ رَمَضَانَ فَوَاصَلَ النَّاسُ فَنَهَاهُمْ قِيْلَ لَهٗ اَنْتَ تُوَاصِلُ قَالَ اِنِّيْ لَسْتُ مِثْلَكُمْ اِنِّيْ اُطْعَمُ وَ اُسْقٰى﴾ (مسلم شریف ج 1 ص 351، کتاب الصیام)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے ماہ رمضان میں وصال کے روزے رکھے تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بھی وصال کے روزے رکھنے شروع کر دیئے (وصال وہ روزے ہوتے جو بغیر افطار کے رکھے جائیں) تو حضور ﷺ نے ان کو منع کیا۔ صحابہ کرام نے عرض کی کہ آپ ﷺ بھی تو وصال کے روزے رکھتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تمہاری مثل نہیں ہوں کیونکہ مجھے کھلایا اور پلایا جاتا ہے۔

میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے:

﴿عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی الله عنه قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْوَصَالِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ فَاِنَّکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تُوَاصِلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَیُّکُمْ مِّثْلِیْ اِنِّیْ اَبِیْتُ یُطْعِمُنِیْ رَبِّیْ وَ یَسْقِیْنِیْ﴾

(مسلم شریف ج1 ص351، کتاب الصیام)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وصال کے روزے رکھنے سے منع فرمایا تو مسلمانوں میں سے ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ بھی تو وصال کے روزے رکھتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے میری مثل کون ہے بے شک میرا رب عزوجل مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔

وصال کا روزہ ایسا روزہ ہے جس میں افطار نہیں ہوتا اور مسلسل رات دن روزہ کی حالت میں رہنا پڑتا ہے سرکار دوعالم ﷺ بعض اوقات وصال کا روزہ رکھتے تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بھی آپ ﷺ کی اطاعت میں روزہ وصال رکھنا شروع کر دیا جس سے کمزوری غالب آگئی اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا بھی دشوار ہو گیا جماعت میں کمی کو دیکھ کر حضور نبی کریم ﷺ نے وجہ دریافت فرمائی تو معلوم ہوا کہ روزہ وصال کی وجہ سے صحابہ کرام کمزور اور بیمار ہو گئے ہیں جس کی وجہ سے جماعت میں شامل ہونا دشوار ہو گیا ہے تو آپ ﷺ نے اپنی حقیقت بیان فرماتے ہوئے صحابہ کرام پر واضح فرمایا کہ خبردار تم میری مثل نہیں ہو سکتے کہ وصال کے روزے رکھو۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے

نظر نظر میں وہ جلوہ گر اور نور آنکھ کا نور ہے
جو تیری نظر میں نہ آسکا تو تیری نظر کا قصور ہے

یہ تو نظر نظر میں فرق ہے دیکھنے کو تو نبی کریم ﷺ کو ابولہب نے بھی دیکھا اور ابو جہل نے بھی دیکھا مگر انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو بازار میں چلتے ہوئے دیکھا لباس پہنتے ہوئے تو دیکھا' کھانا کھاتے ہوئے تو دیکھا اور انہوں نے کہہ دیا کہ نبی ہم جیسا بشر ہے) لیکن جب حضرت سیدنا ابو بکر صدیق نے دیکھا ارے کون صدیق رضی اللہ عنہ جو رونقِ بازارِ مصطفیٰ ﷺ بھی ہیں' جو حاملِ انوارِ مصطفیٰ ﷺ بھی ہیں جو کشتۂ دیدارِ مصطفیٰ بھی ہیں۔

جب عاشقوں کے امام نے دیکھا' کبھی کھجوریں اگاتے ہوئے دیکھا' کبھی چاند کو دوٹکڑے کرتے ہوئے دیکھا' کبھی سورج کو واپس بلاتے ہوئے دیکھا' کبھی پتھروں کو پانی پہ تراتے ہوئے دیکھا' کبھی درختوں کو قدموں میں بلاتے ہوئے دیکھا۔ کاش کہ تو بھی ایسی ہی نظر سے دیکھ لیتا تو کبھی حضور پرنور ﷺ کو اپنی مثل بشر نہ کہتا۔

ایک دن ابوجہل حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ نعوذ باللہ آپ بُرے چہرے والے ہیں حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ﴿صَدَقْتَ﴾ تو نے سچ کہا ہے۔ اس کے بعد رفیقِ نبوت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے عرض کیا یارسول اللہ کائنات میں آپ جیسا حسین وجمیل کوئی نہیں بے شک یوسف علیہ السلام بڑے خوبصورت تھے بڑے حسین تھے مگر یارسول ﷺ جب سے

میں نے آپ کا چہرہ انور دیکھا ہے میں تو یہی کہتا ہوں کہ یا رسول اللہ ﷺ ایک یوسف نہیں سینکڑوں یوسف نہیں لاکھوں اور کروڑوں یوسف ہوں تو میں آپ کی ایک مسکراہٹ پہ قربان کر دوں چنانچہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے صدیق تو نے بھی سچ کہا ہے صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ سمجھ نہیں آئی آپ نے ابو جہل کی بکواس پر بھی اسے سچ کہا ہے اور صدیق اکبر کے قول کو بھی سچا قرار دیا ہے۔ حضور یہ دونوں کیسے سچے ہو گئے تو ان کے جواب میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں ایک آئینہ ہوں جسے خدا تعالیٰ نے صیقل فرمایا ہے ترکی اور ہندی کو مجھ سے اپنا آپ نظر آتا ہے۔

ہر کہ آئینہ باشد روبرو
زشت و خوبے خویش را بیند و رو

جس کے چہرے کے سامنے آئینہ ہو اسے شیشہ میں اپنی اچھائی یا برائی نظر آتی ہے ابو جہل کا دل سیاہ تھا اسے مجھ میں اپنے دل کا عکس نظر آیا تو مجھے برے لفظوں میں یاد کرنے لگا میرے صدیق اکبر کا دل نور ایمان سے منور ہے اسے اپنے دل کا نور نظر آیا اور میں اسے سب سے زیادہ حسین نظر آیا۔

سبھی میں نے چھان ڈالے تیرے پائے کا نہ پایا
تجھے یک نے یک بنایا تجھے حمد ہے خدایا

(مثنوی شریف)

چاند اور سورج سے زیادہ حسین وجمیل:

﴿عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ رَأَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ

فِیْ لَیْلَةٍ اِضْحِیَانٍ وَ عَلَیْهِ حُلَّةٌ حُمْرَآءُ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلَیْهِ وَ اِلَی الْقَمَرِ فَهُوَ کَانَ اَحْسَنَ فِیْ عَیْنِیْ مِنَ الْقَمَرِ﴾

(شمائل ترمذی ص:2 مشکوٰۃ ص:518)

حضرت جابر سمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے ایک چاندنی رات میں نبی کریم ﷺ کو دیکھا جبکہ آپ ﷺ پر سرخ (دھاری دار) لباس تھا پس میں رسول اکرم ﷺ کی طرف اور چاند کی طرف دیکھنے لگا تو بے شک میری نگاہ میں آپ ﷺ چاند سے زیادہ خوبصورت تھے۔

﴿عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ مَا رَأَیْتُ شَیْئًا اَحْسَنَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ کَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِیْ فِیْ وَجْهِهٖ﴾ (الخصائص الکبریٰ ج:1 ص:180 ترمذی شریف ج:2 ص:205، مشکوٰۃ ص:518)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے میں نے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ سے زیادہ خوبصورت کوئی شے نہیں دیکھی۔ گویا کہ حضور ﷺ کے رخ انور میں سورج جاری ہے۔

خورشید تھا کس زور پہ کیا بڑھ کے چمکا تھا قمر
بے پردہ جب وہ رخ ہوا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

حضرت امام محمد بن شیبانی علیہ الرحمہ جو حضرت امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کے شاگرد ہیں بہت حسین وجمیل تھے ہر وقت اپنے چہرے پر پردہ کر کے رکھتے تھے ایک

مرتبہ ایک یہودی نے ان کو دیکھ لیا اور دیکھتے ہی مسلمان ہو گیا اس سے پوچھا گیا تو کہنے لگا جب چھوٹے محمد (امام محمد علیہ الرحمہ) اتنے خوبصورت ہیں تو بڑے محمد (ﷺ) کتنے خوبصورت ہوں گے میاں محمد بخش علیہ الرحمہ نے کیا خوب کہا

میں محمد ٹھگ ہے لوگو میں محمد چور
جس دا دنیا کلمہ پڑھدی او محمد ہور ﷺ

آپ ﷺ کی طرح روشن چہرہ کسی کا نہیں:

﴿قَالَ ابْنُ عُمَرَ مَا رَأَيْتُ اَحَدًا اَجْوَدُ وَلاَ اَشْجَعُ وَلاَ اَضْوَءُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں آج تک کسی کو رسول اللہ کی طرح سخی بہادر اور نورانی چہرے والا نہیں دیکھا۔

(سنن دارمی، ج:۱، ص:۳۴)

آپ ﷺ کا نور اندھیرے پر غالب:

﴿عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَرٰى بِاللَّيْلِ فِى الظُّلْمَةِ كَمَا يَرٰى بِالنَّهَارِ مِنَ الضَّوْءِ﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اندھیری رات میں بھی اسی طرح دیکھتے جس طرح دن کے اجالے میں دیکھتے تھے۔

جب سے دیکھا ہے لباس بشری میں تم کو
ہر فرشتے کی تمنا ہے کہ انساں ہو جائے

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کا حسن و جمال ملاحظہ

کر کے حضور ﷺ کو مخاطب کر کے یوں عرض کی

وَاَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِيْ   وَاَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَآءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّاً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ   كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

یا رسول اللہ ﷺ آپ سے زیادہ حسین و جمیل میری آنکھ نے کسی کو نہیں دیکھا اور دیکھتا بھی کیسے جب کہ آپ سے زیادہ حسین کسی ماں نے جنا ہی نہیں آپ ہر عیب سے پاک پیدا فرمائے گئے۔ گویا آپ اپنی مرضی کے مطابق جیسا آپ نے خود چاہا ویسا ہی خدا نے آپ کو بنا دیا۔

برابری کیسی، حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ:

قلائد الجواہر میں حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں ممبر شریف پر بیٹھا اور میں نے دیکھا خلقِ خدا کا ہجوم ہے بڑے بڑے ولی، قطب، اولیاء کرام، ابدال، رجال الغیب موجود ہیں آپ فرماتے ہیں میں نے تھوڑی دیر کے لیے نگاہ بند کر لی اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی یا اللہ ایسا بیان کرنے کی توفیق عطا فرما جو آئے ہیں خالی نہ جائیں جو گنہگار آئے ہیں متقی بن جائیں جو متقی ہیں وہ امام بن جائیں اور جو یہودی اور عیسائی ہیں بیان سن کر تیرے محبوب کے غلام بن جائیں۔ حضور غوث پاک فرماتے ہیں نگاہ ابھی بند تھی سرکار کی زیارت ہو گئی حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں بیٹا تو بولتا کیوں نہیں اپنا منہ کھولو فرماتے ہیں میں نے اپنا منہ کھولا تو سرکار مدینہ ﷺ نے اپنا لعاب دہن عطا فرمایا حضور غوث پاک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں میں سرکار مدینہ ﷺ کا لعاب دہن چوس رہا تھا مجھے علم کے خزانے مل رہے تھے حضور ﷺ نے دوسری مرتبہ

کرم نوازی فرمائی میں نے لعاب دہن چوسا مجھے علموں کے علم عطا ہو رہے تھے اسی طرح سات مرتبہ حضور ﷺ نے کرم نوازی فرمائی اپنا لعاب دہن میرے منہ میں ڈالا علوم کے خزانے عطا کئے۔ حضور ﷺ تشریف لے گئے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے فرمایا بیٹا اپنا منہ کھولو حضور غوث پاک فرماتے ہیں میں نے اپنا منہ کھولا چھ مرتبہ آپ نے اپنے لعاب دہن سے سرفراز فرمایا حضرت علی المرتضیٰ سرفراز کر جب جانے لگے تو حضور غوث پاک فرماتے ہیں میں نے عرض کی حضور سرکار مدینہ ﷺ نے تو سات مرتبہ سرفراز فرمایا ہے آپ نے چھ مرتبہ سرفراز فرمایا ہے لہٰذا ایک مرتبہ اور سرفراز فرمائیں تا کہ حساب برابر ہو۔ تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیٹا وہ آقا ﷺ ہیں اور میں غلام ہوں برابری کیسی۔ غور کریں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ شیر خدا ہو کر گنتی میں برابری نہیں کرتے ہیں اور یہ چودھویں صدی کے امتی ہو کر ہر بات میں حضور ﷺ کی برابری کرتے ہیں۔

﴿نبی کریم ﷺ کو دیکھنے والے بے مثل بتاتے ہیں﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ﴿لَمْ اَرَ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ﴾ ﷺ (ترمذی شریف ج:2، ص:200، شفا شریف ج:1، ص:39، الخصائص الکبریٰ ج:1 ص:285)

میں نے تو آپ ﷺ سے پہلے اور نہ آپ ﷺ کے بعد کوئی آپ ﷺ کی مثل دیکھا۔

سرکار ﷺ کو دیکھنے والے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین آپ کو بے مثل فرماتے ہیں اور آج کے بدبخت گستاخ جنہوں نے مصطفیٰ کریم ﷺ کو دیکھا

بھی نہیں یہ نبی کریم ﷺ کو اپنی مثل کہتے ہیں۔

﴿اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾ جب کسی لحاظ سے بھی امتی نبی جیسا نہیں تو پھر اس آیت کا کیا مطلب؟

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت متشابہات میں سے ہے جیسے ﴿ید اللہ، وجہ اللہ﴾ کا معنیٰ و مفہوم اللہ ہی جانتا ہے ایسے ہی مذکورہ آیت میں حقیقی مطلب اللہ ہی جانتا ہے۔ حضور ﷺ نے ایک مرتبہ خود ارشاد فرمایا ﴿یَا اَبَا بَکْرٍ لَمْ یَعْرِفْنِیْ حَقِیْقَةً غَیْرُ رَبِّیْ﴾ اے ابوبکر صدیق میری حقیقت میرے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اور پھر یہ خطاب بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کا اہل ایمان سے نہیں اہل ایمان کو تو فرمایا اَیُّكُمْ مِثْلِیْ تم میں سے کون میری مثل ہے اگر بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کا مفہوم وہی ہوتا جو بیان کیا جاتا ہے تو صحابہ کرام کہہ دیتے حضور ہم سب آپ کی مثل ہیں کیوں کہ قرآن کہہ رہا ہے بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ لیکن نہیں صحابہ کرام تو کہتے تھے ﴿اِنَّا لَسْنَا كَهَیْئَتِكَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ﴾ حضور ﷺ ہم آپ کی طرح تو نہیں ہو سکتے۔ جو دیکھنے والے ہیں وہ بے مثل مان رہے ہیں اور یہ چودہ سو سال بعد میں آنے والے مثل مثل کی رٹ لگا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کا حکم کیوں فرمایا؟

ا) کیوں کہ حسن یوسف کو دیکھ کر عورتوں نے ان کی بشریت کا انکار کر دیا اور کہا ﴿مَا هٰذَا بَشَرًا﴾ فرمایا اے محبوب تو تو یوسف کا بھی امام ہے اور تیرا نام سن کر عرب کے مرد اپنی گردنیں کٹائیں گے، کہیں تجھے کچھ اور ہی نہ کہنا شروع کر دیں لہٰذا فرما

دیکھیے ﴿اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾

۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مردے زندہ کیے تو عیسائیوں نے ان کو خدا کہنا شروع کر دیا اے حبیب تو تو پتھروں اور درختوں میں جان ڈال دے گا کہیں تیرے بارے میں بھی لوگ ایسا نہ کہیں لہٰذا فرمادے انا بشر مثلکم

۳) ابراہیم علیہ السلام نے نمرود سے مناظرہ کیا تو فرمایا اگر تو خدا ہے تو سورج مغرب سے نکال کر دکھا۔ لوگوں کے ذہن میں یہ بات آئی کہ شاید جو مغرب سے سورج نکالے اس کو خدا کہا جا سکتا ہے تو فرمایا اے محبوب تو تو علی کی نماز کے لیے مغرب سے سورج لوٹائے گا کہیں لوگ شک میں نہ پڑھ جائیں لہٰذا فرمادے اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ

۴) حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ بمعہ صحابہ تشریف لے جا رہے تھے ایک قبیلے کے لوگ اپنے سردار کو سجدہ کر رہے تھے صحابہ نے عرض کی حضور آپ تو نبیوں کے سردار ہیں ہم آپ کو کیوں نہ سجدہ کریں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر اللہ کے سوا کسی کو سجدہ جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے اس وقت اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محبوب فرمادے اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ تو مطلب یہ نکلا میں تمہاری مثل ہوں خدا نہ ہونے میں کہ جیسے تم خدا نہیں میں بھی خدا نہیں کسی نے کیا خوب کہا:

رسول کو تم خدا نہ جانو خدا سے ان کو جدا نہ جانو
ہے اہل ایمان کا یہ عقیدہ خدا خدا ہے نبی نبی ہے

۵) کافر کہتے تھے کہ جو بشر ہو وہ رسول نہیں ہو سکتا ﴿اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا مَا اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا﴾ فرمایا غلط کہتے ہو اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ میں بشر بھی ہوں رسول بھی

ہوں بشر و رسول میں کوئی تضاد نہیں اسی طرح بشر یا عبد اور نور میں تضاد نہیں نور کی ضد بشر یا عبد نہیں بلکہ ظلمت ہے جو حضور کو نور نہ مانے تو کیا پھر وہ نعوذ باللہ ظلمت مانتا ہے حالانکہ حضور ﷺ تو ظلمت سے نور کی طرف لے کر جانے والے ہیں ﴿لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ﴾ اسی طرح ہو سکتا ہے عبد بھی ہو اور نور بھی ہو جیسا کہ فرشتے نور ہیں لیکن قرآن نے ان کو عبد مکرم فرمایا ہے ﴿بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ﴾ اور اگر کوئی بشر بشر کہنے پر ہی بضد ہو تو امتی ہونے کا تقاضا تو یہ ہے کم از کم آپ جیسا تو نہ کہے بلکہ یوں کہے

صد ہزاراں جبرئیل اندر بشر
بہر حق سوئے غریباں یک نظر

کیوں کہ وہ ہم جیسے بشر نہیں ہو سکتے جن کی بیعت خدا کی بیعت ہو جن کی رضا خدا کی رضا ہو جن کا عمل خدا کا عمل ہو جن کی محبت خدا کی محبت ہو جن سے عداوت خدا سے عداوت ہو ہم اگر نماز کی حالت میں آسمان کی طرف چہرہ اٹھائیں تو خطرہ ہے کہ ہماری آنکھیں اندھی کر دی جائیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے اور حضور ﷺ نماز کی حالت میں بار بار اپنا رخ انور آسمان کی طرف فرمائیں تو آیت نازل ہو ﴿قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ﴾ ہم تیرے چہرے کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا دیکھ رہے ہیں۔

ویکھو محبوباں دی مرضی تے قبلے بنائے جاندے نیں
محبوب دے پاک اشارے تے سجدے کرائے جاندے نیں

مثال مصطفیٰ ﷺ کوئی پیغمبر ہو نہیں سکتا
ستارہ لاکھ چمکے ماہ انور ہو نہیں سکتا

حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما حضور نبی کریم ﷺ کے سسر ہیں حضرت عثمان وعلی داماد اور حضرت حمزہ وعباس رضی اللہ عنہما چچا ہیں اللہ تعالیٰ نے ان سب کو حکم دیا ﴿لاَ تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا﴾ (النور)

ابوبکر وعمر: تم نے داماد کہہ کر نہیں پکارنا' عثمان وعلی تم نے سسر کہہ کر نہیں پکارنا' اے حمزہ وعباس تم نے بھتیجا کہہ کر نہیں بلانا' رشتوں کے حوالے سے نہ پکارنا' یا رسول اللہ کہہ کر پکارو' یا حبیب اللہ کہہ کر پکارو۔ جب ان ہستیوں کو یہ حکم ہے تو کوئی شلوار اونچی اور گنجا سر' منہ میں نسوار رکھ کر سپیکروں میں اپنے جیسا کہتا پھرے خدا کو کب گوارہ ہے خبردار یہ وہ بارگاہ ہے کہ ایک لفظ بھی ایسا ویسا زبان پہ آ گیا تو ﴿اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَ اَنْتُمْ لاَ تَشْعُرُوْنَ﴾ (الحجرات)

میری اور تیری حیثیت ہی کیا ہے ہسپتال جائیں تو ہر جگہ پابندی ہے تھوکیے مت بیماری پھیلتی ہے اور مقابلہ اس ہستی سے جن کی تھوک ہاتھوں پر لینے کو صحابہ ترستے تھے؟ (بخاری) تیری تھوک سے وبا پھیلے ان کی تھوک سے شفا ملے' تیرے پسینہ سے بدبو آئے ان کا پسینہ فضاؤں کو معطر کر دے اور صحابہ وصحابیات خوشبو کے طور پر استعمال کریں اور وصیت کر جائیں۔

مرنے کے بعد میری تمنا ہے بس یہی
میرے کفن پہ مل دو پسینہ حضور کا

مسلم شریف کی حدیث ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا ﴿صَلوٰۃُ الرَّجُلِ قَاعِدً انِصْفُ الصَّلوٰۃِ﴾ بیٹھ کر نماز پڑھنے کا آدھا ثواب ہے فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ خود بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہیں میں نے عرض کیا حضور ﷺ ہمیں تو آپ نے فرمایا ہے بیٹھ کر نماز پڑھنے سے آدھا ثواب ملتا ہے اور خود بیٹھ کر پڑھ رہے ہیں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا ﴿اَجَلْ وَلٰکِنِّی لَسْتُ کَاَحَدٍ مِّنْکُمْ﴾ (مشکوٰۃ ص 111)

ہاں لیکن میں تم جیسا تو نہیں ہوں۔ چاہے کھڑے ہو کر پڑھوں یا بیٹھ کر میرے ثواب میں کمی نہیں آتی امتی کا کھڑے ہو کر نماز پڑھنا نبی کے بیٹھ کر نماز پڑھنے کے برابر بھی نہیں ہو سکتا کہ وہ پھر بھی امتی ہے اور یہ بہرحال اللہ کے نبی ہیں۔

بیضاوی ومختصر المعانی میں ﴿فَاْتُوْا بِسُوْرَۃٍ مِّنْ مِّثْلِہٖ﴾ کے تحت لکھا گیا ہے کہ مثلہ میں ہ ضمیر یا تو سورۃ کی طرف لوٹتی ہے یا عبدنا کی طرف پہلی صورت میں معنیٰ ہوگا میرے حبیب کی ایک ہی مثل لا کر دکھاؤ ہرگز نہیں لا سکو گے۔ پھر امام بیضاوی فرماتے ہیں ضمیر کو سورۃ کی طرف ہی لوٹانا زیادہ بہتر ہے ﴿لِاَنَّ الْکَلاَمَ فِیْہِ لاَ فِی الْمُنَزَّلِ عَلَیْہِ﴾ بات ہی قرآن کی ہو رہی ہے صلب قرآن کی مثلیت کی بحثیں چھیڑنے والے تو بعد میں آئے۔

دیکھنے والے کہا کرتے ہیں اللہ اللہ
یاد آتا ہے خدا دیکھ کر صورت تیری

مدینہ شریف کے لوگوں نے ایک نظر دیکھا تو یہ نہیں کہا جاء البشر علینا بلکہ کہا طلع البدر علینا کہ چودھویں کا چاند طلوع ہو گیا ہے۔

جہاں بھی قل کا لفظ آیا وہاں کوئی سوال ہوتا ہے جس کے جواب میں یہ لفظ بولا جاتا ہے۔ کافر کہتے تھے ﴿یَاْکُلُ الطَّعَامَ وَ یَمْشِیْ فِی الْاَسْوَاقِ﴾ جواب حضور ﷺ سے دلوایا گیا تاکہ زبان تیری ہو کلام میرا ہو فرمایا انسانوں میں رہ کر لوگوں کو کھانے کا طریقہ سکھانے کے لیے میرا حبیب کھاتا ہے۔

فرشتوں میں ہو تو تسبیح کے راز بتاتا ہے لہٰذا کھانے پینے اور نکاح کرنے کے طعنے دینے والو! کعبہ اور قرآن تو ان میں سے کوئی کام نہیں کرتے تو بتاؤ کعبہ اور قرآن کو دیکھنے والے کی شان زیادہ ہے کہ رخ مصطفیٰ ﷺ دیکھنے والے کی اربوں روپے کی کوٹھی بنگلہ ہو کعبے کا مقابلہ نہیں کر سکتی ہزاروں جلدوں کی کتاب قرآن مجید کا مقابلہ نہیں کر سکتی، اربوں انسان مل کر بھی نبی کا مقابلہ نہیں کر سکتے جس کا نبیوں اور رسولوں میں ثانی نہیں تم کیسے اس کی مثل ہونے کا دعویٰ کر سکتے ہو، کتابوں میں قرآن مجید افضل، مکانوں میں کعبہ افضل، انسانوں میں ہمارے نبی محمد مصطفیٰ ﷺ افضل۔

وہ نبیوں میں نبی ایسے کہ ختم الانبیاء ٹھہرے
رسولوں میں رسول ایسے کہ محبوب خدا ٹھہرے

نہ قرآن کی سورتوں جیسی کوئی سورت، اور نہ ہی مصطفیٰ ﷺ کی صورت جیسی کوئی صورت۔

حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب فرماتے ہیں:

اس صورت نوں میں جان آکھاں
جان آکھاں کہ جانِ جہان آکھاں
سچ آکھاں کے رب دی میں شان آکھاں
جس شان توں شاناں سب بنیاں
سبحان اللہ ما اجملک ما احسنک ما اکملک
کتھے مہر علی کتھے تیرے ثناء
گستاخ اکھیاں کتھے جا اڑیاں

ہماری بشریت کثافت والی نبی کی بشریت لطافت والی، ہماری بشریت بھٹکنے والی نبی کی بشریت راہ راست پر لانے والی، ہماری بشریت کے پسینے سے بدبو پھیلے نبی کی بشریت کے پسینے سے خوشبو پھیلے۔ پھر ﴿اللہ ہی جانے کون بشر ہے...... آنکھ گلابی مست نظر ہے﴾ لہٰذا لفظ جس مقام کے لیے وضع کیا گیا ہو وہیں اس کا اطلاق ہو گا ایک ہی بندہ ہے ماں اس کو بیٹا کہے گی بیوی شوہر کہے گی بہن بھائی کہے گی بیٹا باپ کہے گا۔ اگر سارے ہی باپ کہنا شروع کر دیں تو بیوی گئی اگر سارے ہی بیٹا شروع کر دیں تو اولاد گئی۔ لہٰذا جو لفظ ماں کے لیے ہے وہی بولے جو بیوی کے لیے ہے وہ دوسرا نہ بولے۔ حضور ﷺ کے لیے بھی وہی لفظ بولو جو تمہارے حال کے مناسب ہے ان کی شان کے مطابق ہے اگر ہم خدا والا لفظ بولیں گے تو امت سے ہی نکل جائیں گے

ہم نے پھولوں کو چھوا مرجھا کے کانٹے بن گئے۔
اس نے کانٹوں پر قدم رکھا گلستان کر دیا

کیوں کہ انسان کو دیگر حیوانوں سے ناطق نے جدا کیا اب اس کو صرف حیوان کہو تو غلط ہے بلکہ حیوان ناطق کہو۔جب ایک فصل کی وجہ سے انسان تمام حیوانوں سے جدا ہو گیا تو بشریت اور رحمۃ اللعالمین میں ساٹھ فصلیں ہیں بشر کے اوپر مومن پھر صالح پھر متقی پھر متقی درجات پھر ولایت صغریٰ پھر اس کے چھتیس درجات پھر ولایت کبریٰ پھر اس کے درجات قطب' غوثیت' قطب الاقطاب' غوث الاغواث' قطب الارشاد پھر تبع تابعین پھر تابعین پھر صحابہ پھر صحابہ میں درجات حدیبیہ والے' احد والے' بدر والے' عشرہ مبشرہ پھر خلفاء راشدین پھر شیخین پھر صدیق اکبر پھر نبوت کے درجات پھر رسالت کے درجات پھر اولوالعزم رسول پھر جن پر کتابیں اتریں پھر جا کر محمد رسول اللہ ﷺ۔تو ایک فصل سے اپنے آپ کو دیگر حیوانوں سے ممتاز کر لیتے ہو اور ساٹھ فصلیں درمیان میں ہونے کے باوجود مثل ہونے کا دعویٰ کرتے ہو۔

ایک ہندو شاعر کہتا ہے ان نام نہاد مسلمانوں کو دعوت فکر ہے جن کے ذہن وضمیر پہ نبی جیسا ہونے کا بھوت سوار ہے۔

گر شمس وقمر کوئی ہاتھوں پہ میرے لا دے
کونین کی دولت میرے دامن میں سما دے
پھر کالکا پرشاد سے پوچھے کہ تو کیا لے
نعلین محمد کو وہ آنکھوں سے لگا لے

بے مثل لعاب دہن:

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

آپ کا لعاب دہن شکستہ حالوں اور عشاق کے لیے شفا تھا روز خیبر میں حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں لعاب دہن لگایا اور وہ ٹھیک ہو گئی۔ایک ڈول پانی سرکار ﷺ کے سامنے لایا گیا آپ ﷺ نے ایک گھونٹ پھرا اور کلی کر دی دوبارہ اسی ڈول کے پانی کو کنویں میں انڈیل گیا تو کنویں سے کستوری کی طرح خوشبو پھیل گئی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے گھر کنویں میں آپ ﷺ نے اپنا لعاب دہن ڈالا تو مدینہ منورہ کے تمام کنوؤں سے شیریں تھا۔ایک دفعہ کچھ شیر خوار بچوں کو آپ ﷺ کے سامنے لایا گیا آپ ﷺ نے اپنا لعاب دہن ان کے مونہوں میں ڈال دیا وہ اس طرح سیراب ہو گئے کہ وہ تمام دن انہوں نے دودھ نہ پیا۔

ایک دن امام حسن رضی اللہ عنہ بڑے پیاسے تھے آپ ﷺ نے اپنی زبان مبارک ان کے منہ میں ڈالی وہ زبان کو چوستے رہے۔اس کے بعد سارا دن سیراب رہے۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی آنکھ کا ڈھیلا باہر نکل آیا تو آپ ﷺ نے اس ڈھیلے کو اپنی جگہ پر رکھ کر ایسا لعاب دہن لگایا کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس آنکھ سے پہلے کبھی ایسا دکھائی نہیں دیتا تھا جیسا کہ آپ ﷺ کے لعاب دہن لگانے کے بعد دکھائی دیتا ہے۔

حضرت رافع رضی اللہ عنہ کی ٹانگ ٹوٹ گئی آپ ﷺ نے لعاب دہن لگایا ٹانگ کو دوبارہ جوڑ دیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زہر خوردہ ایڑی پر لعاب دہن لگایا زہر کا اثر فوراً ختم ہو گیا۔

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کی ٹوٹی پنڈلی کو لعاب دہن سے جوڑ دیا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی دعوت طعام میں ہنڈیا کے اندر لعاب مبارک ڈالا تو ایسی برکت ہوئی کہ پانچ سات بندوں کا کھانا پورے لشکر نے کھایا۔

قصہ حدیبیہ میں ہے کہ ایک ہزار چار سو آدمی تھے اور حدیبیہ کا کنوں پچاس بکریوں کو پانی پلانے کے قابل نہ تھا پس لوگوں نے اس میں سے پانی کھینچ لیا اور اس میں ایک قطرہ بھی نہ چھوڑا پس حضور ﷺ نے اس سے وضو کیا اور اس میں آپ ﷺ نے لعاب دہن ڈالا اور دعا فرمائی پس پانی جوش مارتا مارتا اوپر کو اٹھنے لگا سب لوگوں نے اپنے اونٹوں کو پانی پلایا۔

ایک سفر کے دوران پانی نہیں تھا۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دھوپ تیز تھی اور ہر چیز گرم ہوگئی تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم تو بوجہ پیاس مر رہے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا نہیں تم پیاس کی وجہ سے ہرگز نہیں مرو گے آپ ﷺ نے مجھ سے چھاگل منگوائی اس کے منہ پر اپنا منہ مبارک رکھا ہم نہیں جانتے تھے کہ اس میں لعاب دہن ڈالا یا پھر پھونک ماری تو چھاگل سے پانی بہہ نکلا۔

ب شں نعاب دہن:

اس باب میں مشہور حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ہے اسے بخاری اور مسلم نے غزوہ خندق کے سلسلہ میں روایت کیا ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اپنی بیوی کے پاس آیا اور پوچھا کہ کیا کوئی کھانے کی چیز ہے۔

کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے چہرے مبارک پر بھوک کے آثار دیکھے

ہیں وہ ایک تھیلا نکال لائی جس میں ایک صاع جو تھے اور گھر میں ایک بکری کا بچہ تھا میں نے وہ ذبح کر دیا اور میری بیوی نے جو کا آٹا پیسا پھر میں نے سرکار مدینہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی کہ آپ ﷺ میرے گھر میں کچھ آدمی صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ساتھ لے کر تشریف لائیں۔ سرکار مدینہ ﷺ نے آواز دی کہ اے اہل خندق آجاؤ کہ جابر نے ہمارے لیے کھانا بنا رکھا ہے اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پہنچنے تک دیگ کو چولہے پر رکھیں اور خمیر کو بھی اسی طرح رکھیں اس کے بعد آپ ﷺ ایک ہزار صحابہ کو ساتھ لے کر آگئے میں یہ دیکھ کر بہت پریشان ہوا کہ کھانا تو دس بارہ آدمیوں کا ہے اور حضور ﷺ نے اتنے کثیر صحابہ کو بلا لیا ہے پس ہم نے دیگ اور آٹا حضور ﷺ کے سامنے رکھا پس آپ ﷺ نے اس میں لعاب دہن ڈالا اور برکت کی دعا کی اور میری بیوی کو حکم دیا کہ اپنے ساتھ ایک عورت لے لو اور روٹیاں پکاؤ اور دیگ سے گوشت نکالتی رہو لیکن اس کے اندر نہ جھانکنا پس خدا کی قسم ایک ہزار آدمیوں نے کھانا کھایا اور سیر ہو گئے لیکن دیگ ابھی تک جوش مار رہی تھی اور خمیر بھی اسی طرح باقی تھا۔

حضور نبی کریم ﷺ کا بے مثل دست انور:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث بخاری و مسلم میں ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سرکار مدینہ ﷺ کو دیکھا جب کہ عصر کا وقت آگیا تھا اور ہر طرف لوگ پانی کی تلاش میں تھے لیکن ان کو نہ ملتا تھا سرکار ﷺ کے پاس کچھ پانی لایا گیا آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ پانی کے برتن میں رکھا اور حکم دیا کہ اس پانی سے وضو کریں میں (یعنی

حضرت انس) نے خود دیکھا کہ سرکار ﷺ کی مبارک انگلیوں کے درمیان میں سے پانی ابل رہا تھا۔

دوسری روایت میں آیا ہے کہ انگلیوں اور پوروں میں سے پانی نکلتا تھا لوگوں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ کتنے آدمی تھے تو انہوں نے بتایا کہ ہم سب تین سو آدمی تھے۔

بخاری و مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت آئی ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم روز حدیبیہ پیاسے ہوگئے اور حضور ﷺ اپنے سامنے ایک چھاگل سے وضو فرما رہے تھے اور ان کے گرد اکثر لوگ ہجوم کیے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے کیوں آ کھڑے ہوئے ہو انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ ہمارے پاس وضو کرنے کے لیے پانی نہیں ہے اور نہ پینے کے لیے سوائے اس پانی کے جو آپ ﷺ کے پاس ہے پس آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک چھاگل میں رکھ دیا تو پانی نے چشموں کی مانند جوش مارنا شروع کر دیا پس ہم سب نے پانی پیا اور وضو کیا لوگوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ کتنے آدمی تھے تو انہوں نے کہا کہ اگر ستر ہزار آدمی بھی ہوتے تو پانی ان کے لیے کافی تھا لیکن ہم صرف پندرہ سو آدمی تھے۔

ایک اور حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ تبوک میں تھے پس لوگوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ اونٹ اور چارپائے سب پیاسے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کیا تھوڑا سا پانی موجود ہے پس ایک شخص آپ ﷺ کے نزدیک آیا اس کے پاس ایک پرانے مشکیزہ میں تھوڑا سا

پانی تھا آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے برتن لے آؤ پس پانی برتنوں میں گرنے لگا اور آپ ﷺ نے اپنی ہتھیلی پانی میں رکھ دی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ پانی آپ ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے نکل رہا ہے پس ہم نے اپنے اونٹوں اور دوسرے جانوروں کو پانی پلایا اور باقی پانی ہم نے اپنے برتنوں میں بھرلیا۔

مسلم شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حدیث آئی ہے وہ کہتے ہیں کہ غزوۂ بواطہ میں تھے اور ہمارے پاس سوائے ایک مشکیزہ میں چند قطرے پانی کے کچھ بھی نہ تھا پس اس باقی کو پیالے میں جھاڑا اور آپ ﷺ نے اپنی انگلیاں اس میں ڈال دیں آپ ﷺ کی انگلیوں مبارک کے درمیان میں سے پانی جوش مارنے لگا پس آپ ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ پانی پی لیں پس سب نے پانی پیا یہاں تک کہ سیراب ہوگئے آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ پیالے سے نکال لیا اور پیالہ ابھی پانی سے بھرا ہوا تھا۔

حضور ﷺ کا بے مثل پسینہ مبارک:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول کریم ﷺ میرے گھر میں تشریف لے آئے اور دوپہر کے وقت آرام فرمایا آپ ﷺ کو خواب میں بہت پسینہ مبارک آتا تھا میری والدہ اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کا پسینہ ایک شیشی میں جمع کرنا شروع کر دیا آپ ﷺ بیدار ہوئے اور پوچھا کہ کیا کرتی ہے اُم سلیم! تو اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے جواب دیا یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ کا پسینہ

مبارک خوشبو کے طور پر استعمال کرنے کے لیے جمع کر رہی ہوں کیونکہ اس کی خوشبو سب خوشبوؤں سے بڑھ کر ہے۔

بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ حضور ﷺ کے پسینہ مبارک سے گلاب کا پھول پیدا ہوا اور دوسری جگہ پر آیا ہے کہ معراج کی رات میرے پسینے سے سفید پھول پیدا ہوا تھا اور گلاب کا پھول جبرائیل علیہ السلام کے پسینہ سے اور زرد رنگ کا پھول براق کے پسینہ پیدا ہوا ہے۔

نیز روایات میں ہے کہ معراج شریف سے واپس پر میرے پسینہ کا ایک قطرہ زمین پر پڑا اور اس سے گلاب کا پھول پیدا ہوا جو کوئی چاہتا ہے کہ میری خوشبو کو سونگھے وہ گلاب کے پھول کو سونگھ لے اور ایک روایت میں ہے کہ جب میرے پسینہ کا قطرہ زمین پر گرا تو زمین اور گلاب کا پھول اُگ آیا۔

حضور ﷺ کا پاکیزہ و بے مثل خون مبارک:

روایت میں ہے کہ لوگ آپ کے لہو مبارک سے برکت حاصل کرتے تھے۔ لہو شریف کا پینا بھی کئی دفعہ واقع ہوا ہے۔ ان میں سے ایک وہ حجام تھا جو آپ ﷺ کی حجامت بناتا تھا اس نے حضور ﷺ کو پچھنے لگائے خون نکلا تو پی گیا۔

سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا تو نے خون کا کیا کیا ہے؟ اس نے کہا میں خون باہر لے گیا تھا کہ اسے پنہاں کردوں میں نے نہ چاہا کہ آپ نے کے خون مبارک کو زمین پر پھینکوں پس میں نے اسے اپنے پیٹ میں چھپالیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا بے شک تم نے بہانہ بنا کر اپنے نفس کی حفاظت کر لی ہے یعنی بیماریوں اور بلا سے۔ یعنی تو نے ہمیشہ کے لیے بیماریوں سے نجات حاصل کر لی ہے۔

روایت ہے کہ جب سرکار مدینہ ﷺ اُحد کے دن زخمی ہوئے تھے تو ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے والد مالک بن سنان نے آپ ﷺ کے جسم شریف پر جراحت کی تاکہ زخموں کو مفید ہو اسے لوگوں نے کہا کہ اپنے منہ سے خون کو پھینک دو اس نے کہا اللہ کی قسم ہرگز زمین پر نہیں پھینکوں گا پس وہ اسے پی گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی جنتی مرد کو دیکھنا چاہتا ہے وہ اس آدمی کو دیکھ لے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ جب حضور ﷺ نے حجامت بنوائی۔ پس آپ ﷺ نے مجھے اپنے خون والا برتن دیا کہ اس خون کو کسی ایسی جگہ پوشیدہ کر دو جہاں کوئی نہ دیکھے پس میں نے اسے پی لیا کیونکہ اس سے زیادہ پوشیدہ کوئی جگہ میں نے نہ پائی۔ حضور ﷺ نے فرمایا وائے تمہیں لوگوں سے اور وائے لوگوں کو تم سے۔ اس سے حضور ﷺ نے ان کی قوت و مردانگی اور شجاعت و شہامت کی طرف اشارہ کیا جو اس خون سے حاصل ہوئی اور حضور ﷺ نے ان سے اس وقت فرمایا جب انہوں خون مبارک پی لیا تھا کہ تمہیں دوزخ کی آگ مس نہ کرے گی سوائے قسم کے لیے جو حق تعالیٰ نے فرمائی۔

حضور ﷺ کی بے مثل شجاعت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم آپس میں باتیں کیا کرتے تھے کہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تیس مردوں کے برابر قوت عطا کی تھی یہ روایت بخاری میں ہے اور دیگر ایک حدیث میں چالیس جنتی مردوں کی طاقت بتائی گئی اور ایک جنتی مرد کی طاقت سو مردوں کے برابر ہوتی ہے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام کھانے کی ایک دیگ لے کر حاضر ہوئے اس میں سے میں نے کچھ کھالیا تو مجھ میں چالیس مردوں کی طاقت آگئی۔ (مدارج النبوۃ)

حضور ﷺ کی بے مثل قوت باصرہ:

قوت باصرہ (دیکھنے کی قوت) کے اعتبار سے رسول اللہ ﷺ کی خصوصیت کی یہ دلیل ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا میرے لیے روئے زمین سمیٹ دی گئی ہے۔ اور میں نے اس کے تمام مشارق ومغارب کو دیکھ لیا۔ (مسلم شریف، ج:۲، ص:۳۹۰)

نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنی صفوں کو قائم کرو اور مل کر کھڑے ہو کیوں کہ میں تمہیں پس پشت بھی دیکھتا ہوں اور ایک جگہ فرمایا کہ میرے لیے تمام آسمان اور زمین منکشف ہو گئے میں نے تمام آسمان اور زمین کو جان لیا۔

رسول اللہ ﷺ کی بے مثل قوت سامعہ:

رسول ﷺ کی سماعت تمام انسانوں سے زیادہ تھی کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا آسمان چرچراتا ہے اور اس کا چرچانا بجا ہے۔ آسمان میں ایک قدم کی جگہ بھی نہیں ہے مگر اس میں کوئی نہ کوئی فرشتہ سجدہ ریز ہو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے آسمان کے چرچرانے کی آواز سنی نیز آپ ﷺ نے فرمایا ایک پتھر جہنم میں گرایا جا رہا ہے۔ جو ابھی تک جہنم کی تہہ تک نہیں پہنچا آپ ﷺ نے اس کی آواز سنی اس قوت کی نظیر حضرت سلیمان علیہ السلام کو بھی عطا کی گئی کیوں کہ انہوں نے چیونٹی کی آواز سنی قرآن مجید میں ہے ایک چیونٹی نے کہا اے چیونٹیو اپنی بلوں میں داخل ہو جاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو چیونٹی کا کلام سنایا اور یہ قوت نبی کریم ﷺ کو بھی حاصل تھی کیونکہ آپ ﷺ نے بھیڑیے اور اونٹ سے کلام کیا۔

آپ ﷺ کی بے مثل قوت شامہ کی دلیل:

نبی ﷺ کی قوت شامہ کی خصوصیت پر حضرت یعقوب علیہ السلام کا واقعہ دلیل ہے

کیونکہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے حکم دیا کہ میری قمیص لے جاؤ اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے چہرے پر ڈال دو اور قافلہ وہ قمیص لے کر روانہ ہوا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا مجھے حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبو آ رہی ہے حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص کی خوشبو کئی دن کی مسافت کے فاصلہ سے سونگھ لی۔

نبی کریم ﷺ کی بے مثل قوت ذائقہ:

نبی کریم ﷺ کے چکھنے کی خصوصیت کی دلیل یہ ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کے پاس گوشت کا ٹکڑا بھیجا گیا تو فرمایا اس میں زہر ملا ہوا ہے۔

بے مثل قوت لامسہ:

نبی کریم ﷺ کی قوت لامسہ کی خصوصیت کی دلیل یہ ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو وہ آگ ان پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو گئی۔ (شرح صحیح مسلم)

اعتراضات کے جوابات:

بشر مصطفیٰ ﷺ کے تحت چند اعتراضات کئے جاتے ہیں جن کے جوابات مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف جاء الحق سے منقول ہیں۔

اعتراض: حضور ﷺ نے اپنے متعلق فرمایا ﴿وَلْتُكْرِمُوْا اَخَاكُمْ﴾ تم اپنے بھائی کا (یعنی ہمارا) احترام کرو جس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ ہمارے بھائی ہیں مگر بڑے بھائی نہ کہ چھوٹے۔

قرآن فرماتا ہے ﴿وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا﴾ ﴿وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صَالِحًا﴾ ﴿وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا﴾ ان آیات میں رب تعالیٰ نے انبیائے کرام علیہم السلام کو مدین ثمود اور عاد کا بھائی فرمایا ہے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام امتیوں کے بھائی ہوتے ہیں۔

جواب: حضور ﷺ نے اپنے کرم کریمانہ انداز سے بطور تواضع وانکسار فرمایا اخاکم اس فرمانے سے ہم کو بھائی کہنے کی اجازت کیسے ملی۔

ایک بادشاہ اپنی رعایا سے کہتا ہے کہ میں آپ لوگوں کا خادم ہوں تو رعایا کو حق نہیں کہ بادشاہ کو خادم کہہ کر پکارے۔ اسی طرح رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت شعیب وصالح و ہود علیہم السلام مدین ثمود اور عاد قوموں میں سے تھے کسی اور قوم میں سے نہ تھے یہ بتانے کے لیے اخاھم فرمایا یہ کہاں فرمایا کہ ان کی قوم والوں کو بھائی کہنے کی اجازت دی گئی ہے۔ انبیائے کرام علیہم السلام کو برابر کے القاب سے پکارنا حرام ہے اور لفظ بھائی برابری کا لفظ ہے باپ بھی گوارہ نہیں کرتا اس کا بیٹا اس کو بھائی کہے۔

اعتراض: قرآن کہتا ہے ﴿انما المومنون اخوۃ﴾ مومن آپس میں بھائی ہیں اور حضور ﷺ بھی مومن ہیں لہٰذا آپ ﷺ بھی ہم مسلمانوں کے بھائی ہوئے تو حضور ﷺ کو کیوں نہ بھائی کہا جاوے۔

جواب: پھر تو خدا عزوجل کو بھی اپنا بھائی کہو کیوں کہ وہ بھی مومن ہے قرآن میں ہے ﴿اَلْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ﴾ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو مومن کہا لہٰذا خدا عزوجل بھی مسلمانوں کا بھائی معاذ اللہ نیز بھائی کی بیوی بھابی ہوتی ہے اور اس سے نکاح حلال اور نبی کریم کی بیویاں مسلمانوں کی مائیں ہیں ان سے نکاح کرنا حرام ہے لہٰذا نبی ہمارے لیے مثل والد ہوئے والد کی بیوی ماں ہے نہ کہ بھائی کی بیوی ہم تو مومن ہیں اور حضور ﷺ عین ایمان۔ حضور علیہ السلام اور عام مومنین میں صرف لفظ مومن کا اشتراک ہے جیسے رب عزوجل اور عام مومنین میں نہ کہ حقیقت مومن میں۔

اعتراض: حضور ﷺ اولاد آدم علیہ السلام میں ہماری طرح کھانے پینے سونے جاگنے اور زندگی گزارتے ہیں بیمار ہوتے ہیں موت آتی ہے۔ اتنی باتوں میں شرکت ہوتے ہوئے

بھی ان کو بشر یا اپنا بھائی کیوں نہ کہا جاوے۔

جواب: کفار نے کہا کہ ہم اور پیغمبر ﷺ بشر ہیں کیونکہ ہم اور وہ دونوں کھانے سونے میں وابستہ ہیں انھوں نے یہ نہ جانا کہ انجام میں بہت بڑا فرق ہے جیسے پیچھے بتایا کہ بھیڑ اور شہد کی مکھی ایک ہی پھول چوستی ہیں مگر اس (شجر) سے زہر اور اس (یعنی شہد کی مکھی) سے شہد بنتا ہے دونوں ہرن ایک ہی دانہ پانی کھاتے ہیں مگر ایک سے پاخانہ اور دوسرے سے مشک بنتا ہے یہ (یعنی عام بشر) جو کھاتا ہے اس سے پلیدی بنتی ہے نبی ﷺ کے کھانے سے نور خدا ہوتا ہے تو سوال ایسا ہے جیسے کوئی کہے کہ میری کتاب اور قرآن یکساں ہیں کیونکہ یہ دونوں ایک ہی روشنائی سے ایک کاغذ پر ایک ہی قلم سے لکھی گئیں ایک حروف تہجی سے دونوں بنیں ایک ہی پریس میں چھپیں ایک ہی جلد ساز نے باندھیں ایک ہی الماری میں رکھی گئیں پھر ان میں فرق ہی کیا ہے مگر کوئی بے وقوف بھی نہیں کہے گا کہ ان ظاہری باتوں سے ہماری کتاب قرآن کی طرح کیسے ہوگئی تو ہم صاحب قرآن ﷺ کی مثل کس طرح ہو سکتے ہیں یہ نہ دیکھا کہ حضور ﷺ کا کلمہ پڑھا جاتا ہے ان کو معراج ہوئی ان کو نماز میں سلام کرتے ہیں ان پر درود بھیجتے ہیں تمام انبیاء علیہم السلام والیائے رحمہم اللہ ان کے خدام بارگاہ ہیں یہ اوصاف تو دوسرے کیا ملائکہ کو بھی نہ ملے۔

حضور نبی کریم ﷺ کا ذکر خیر کرتے ہوئے بڑی احتیاط کی ضرورت ہے اور ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ آپ کا ذکر کرتے ہوئے آپ کے مرتبہ ومقام کی عظمت کا ضرور خیال کیا جائے جو لوگ اس معاملہ میں غلو وشدت سے کام لیتے ہیں وہ دین کی خدمت نہیں کر رہے بلکہ منکرین دین کو تقویت پہنچا کر اپنے ایمان کا خانہ خراب کر رہے ہیں اللہ کے نبی نے کئی مواقع پر اپنے صحابہ کرام کے سامنے خود اس عقیدے کا احساس پیدا کیا مثلاً صحیح بخاری ہی دیکھ لیجئے۔

1) ﴿اِنِّیْ لَسْتُ مِثْلَکُمْ﴾ (بخاری) میں تمہاری مثل نہیں ہوں۔

2) ﴿لَسْتُ كَاَحَدٍ مِّنْكُمْ﴾ (بخاری) میں تم میں سے کسی کی طرح نہیں ہوں۔

3) ﴿اِنِّیْ لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ﴾ (بخاری) میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔

4) ﴿اَيُّكُمْ مِثْلِیْ﴾ (بخاری) تم میں میرا مثل کون ہے (یعنی کوئی نہیں)

(ج:۱' ص:۳۶۳ و ج:۱' ص:۳۶۵)

5) ﴿اِنَّكُمْ لَسْتُمْ فِیْ ذٰلِكَ مِثْلِیْ﴾ (بخاری) تم اس معاملہ میں میری مثل نہیں ہو۔

(مسلم شریف' ج:۱' ص:۳۵۲)

6) ﴿اِنَّكُمْ لَسْتُمْ مِثْلِیْ﴾ بے شک تم میری طرح نہیں ہو۔

(مسلم شریف' ج:۱' ص:۳۵۲)

اور جو عقیدہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ذریعے مندرجہ بالا احادیث کی روشنی میں حضور ﷺ نے امت کو عطا فرمایا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی حضور ﷺ کی بارگاہ میں اسی عقیدے کا اظہار کیا چنانچہ بخاری شریف میں ہی ہے ﴿قَالُوْا اِنَّا لَسْنَا كَهَيْئَتِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ﴾ ہم آپ کی طرح نہیں ہیں۔ (ج:۱' ص:۷)

ان واضح تصریحات کے بعد بھی جو مثلیت کا دعویٰ کرے کم از کم ایک بار اور صرف ایک بار خدا کے لیے اپنی شکل آئینے میں ضرور دیکھے۔

سورۃ یوسف کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ زبان طعن وفتویٰ اس وقت ہی کھلتی ہے جب تک دیکھا نہ ہو اور جب تک حسن پردے میں رہے۔ پردہ اُٹھ جائے تو فتویٰ بھی بھول جاتا ہے اور ہاتھ بھی کٹ جاتے ہیں مگر خبر تک نہیں ہوتی اور یہ تو حسن یوسف ہے اس سے اوپر بھی کوئی حسن والا ہے جس کو دیکھنے والی مصر کی بیبیاں نہیں بلکہ ابوبکر و عمر عثمان و علی ہیں اور انگلیاں نہیں کٹ رہیں بلکہ سر کٹائے جا رہے ہیں۔

حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں
سر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردان عرب

بعض بدنصیب حضور ﷺ کے بارے میں کہتے ہیں کہ سرکار ﷺ ہم جیسے بشر ہیں اس کی وجہ کیا ہے اس کے اسباب کیا ہیں اس کے اسباب صرف یہ کہ آج سرور کائنات ﷺ سے ہماری الفت ومحبت کا رشتہ کمزور پڑ چکا ہے۔ ہمارے قلوب میں عشق مصطفیٰ ﷺ کا نور مدھم پڑ چکا ہے ہم میں جوہرِ صدیقیت موجود نہیں ہم میں غیرتِ فاروقیت موجود نہیں نبی پاک ﷺ کی عزت وناموس پر مر مٹنے کے جذبۂ عظیم سے ہم محروم ہو چکے ہیں۔ جذبہ اویسی ہمارے دلوں سے اُٹھ چکا ہے لیکن ہم بھی غصے میں آتے ہیں ہمارے جذبات بھی بھڑکتے ہیں ہم بھی کشت وخون کے لیے تیار ہو جاتے ہیں لیکن کب جب کوئی ہماری ماں کو گالی دیتا ہے جب کوئی ہمارے باپ کی توہین کرتا ہے جب کوئی ہمارے خاندان کے بارے میں ناشائستہ زبان استعمال کرتا ہے۔ عقل وفکر کے چراغ ذرا روشن کر کے سوچیے دل ودماغ کی اتھاہ گہرائیوں میں اتر کر سوچیے کہ یہ زندگی چند روز ساون کے بادلوں کی طرح گزر جائے گی اور بالآخر وہ وقت آ جائے گا جب خدا کے فرشتے ہمارا چراغِ زندگی بجھانے کے لیے آ جائیں گے جب آنکھیں الٹ جائیں گی جب روح جسم سے پرواز کر جائے گی اور ہمارا ناز ونعم سے پلا ہوا جسم بے جان پتھر کی طرح پڑا ہوگا اور ہم لوگ اپنے چہرے سے مکھی اڑانے سے بھی قاصر ہوں گے اور پھر مرنے والے کی طرح ہمیں بھی پیوند زمین کر دیا جائے گا۔ قیامت کی صبح کو دوبارہ جب زندہ کیا جائے گا حشر کا میدان ہوگا ہر کوئی اپنے اعمال کے پسینہ میں ڈوبا ہوا ہوگا شدتِ پیاس سے انسان اپنا گوشت کھا رہے ہوں گے دیگر انسانوں کی طرح اس روز ہم بھی نفسی نفسی پکار رہے ہوں گے اس روز کوئی کسی کا ساتھ نہیں دے گا ہر کوئی ایک دوسرے کے سائے سے بھاگے گا۔ غرضیکہ اس روز ہم بے بس وبے کس ہوں گے جب اس عالم کسمپرسی میں ہم حضور نبی کریم ﷺ کے دربار میں حاضر ہوں گے اور اگر سرکار ﷺ نے ہم سے سوال کر دیا کہ تمہارے سامنے لوگ مجھے اپنے جیسا بشر کہتے رہے تم نے کیا کیا مجھ پر نازل ہونے والی کتاب مبین میں تحریف وتبدل کے طوفان برپا ہوتے

رہے تم نے کیا کیا میری احادیث کو لخت لخت کیا جاتا رہا تو تم نے کیا کیا اور میرے بارے یہ کہتے رہے دیوار کے پیچھے کا علم نہیں۔ تم نے کیا کیا؟

پیارے مصطفیٰ ﷺ کے غلامو! کیا ہمارے پاس ان کے جواب ہیں کیا؟ ہم نے ان سوالوں کی تیاری کر رکھی ہے وقت کے ہر لمحے کو مہلت جانیے ورنہ موت کے بعد کوئی مہلت نہیں ہے...... اگر حشر کے میدان میں نبی کریم ﷺ نے اپنا چہرہ انور دوسری طرف پھیر لیا تو پھر ہم کس کے پاس جا کر شفاعت کا سوال کریں گے اگر نبی کریم ﷺ ہم سے ناراض ہو گئے تو پھر کس کے دامن میں ہمیں پناہ ملے گی اگر نبی کریم ﷺ ہم سے خفا ہو گئے تو پھر کہاں جا کر اپنی پیاس کے انگارے بجھائیں گے۔

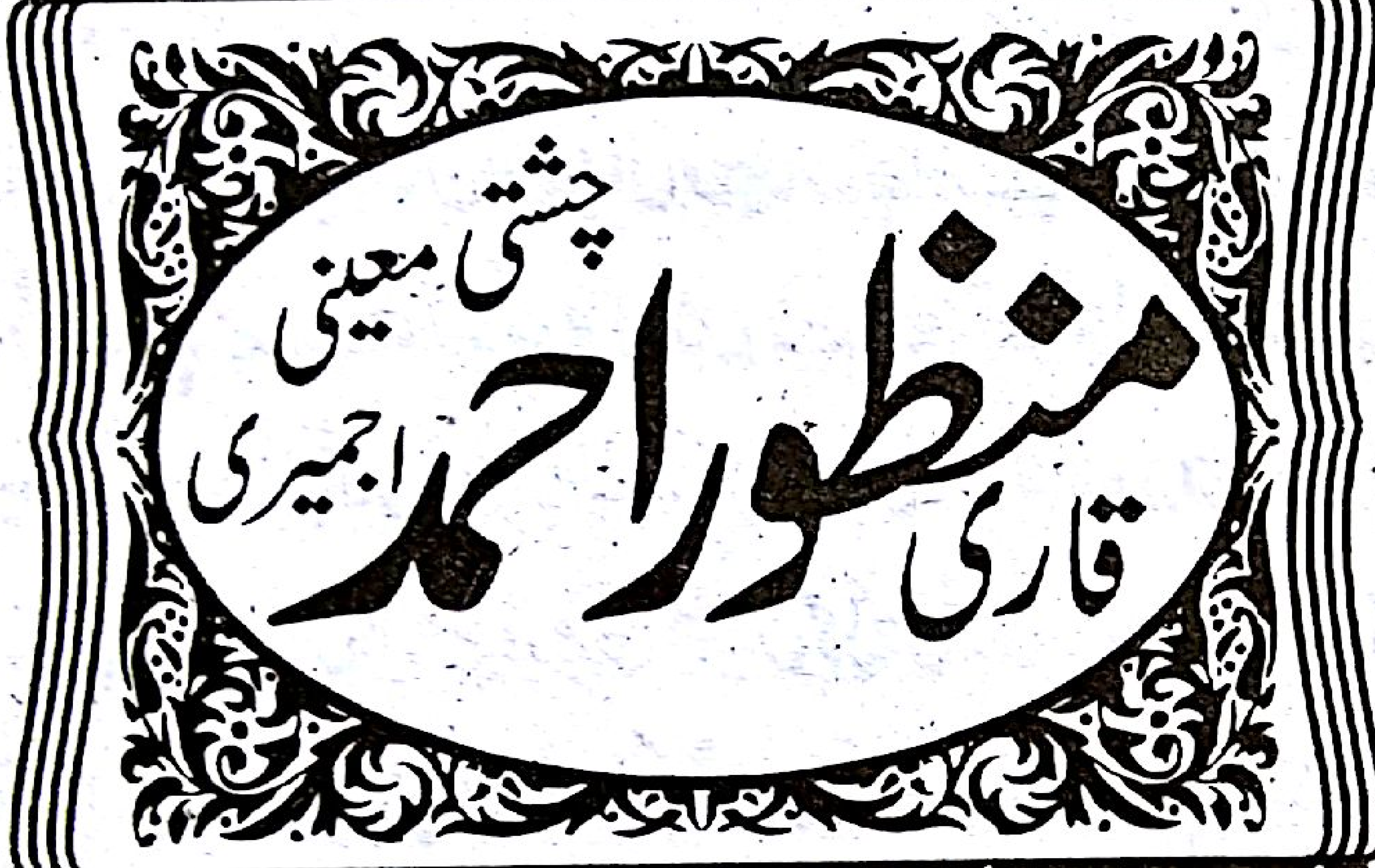
حضور نبی کریم ﷺ کے پیارے غلامو! آج محبت رسول ﷺ ہم سے تقاضا کر رہی ہے کہ ہم تاج و تخت اور اپنی لہکتی ہوئی جوانیاں تحفظ ناموس رسالت کے لیے وقف کر دیں تا کہ حشر کے میدان میں آقائے دو جہاں ﷺ کے سامنے سرخرو ہو سکیں اور شفاعت قمری ﷺ کے مستحق بن سکیں۔

یا خدا جسم میں جب تک کہ میرے جان رہے
تجھ پہ صدقے تیرے محبوب پہ قربان رہے
کچھ رہے یا نہ رہے یہ دعا ہے کہ امیر
نزع کے وقت سلامت میرا ایمان رہے
(آمین)

انتساب

میں اپنی اس سعی کو

پیر طریقت رہبر شریعت استاذ العلماء عاشق رسول حضرت علامہ مولانا



بانی باب چشت اجمیر نگر...... و...... جامعہ چشتیہ قمر القرآن مدنی بازار لاہور

کے نام نامی اسمِ گرامی سے منسوب کرتا ہوں جن کی محبت، مروت اور شفقت نے مجھ جیسے کئی نِکموں کا اندازِ حیات سنوارا ہے۔

جلا سکتی ہے شمعِ کشتہ کو موجِ نفس ان کی
الٰہی ! کیا چھپا ہوتا ہے اہل دل کے سینوں میں

حافظ شوکت علی
متعلم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

مَنْ جَدَّ وَجَدَ

انسان جس چیز کی کوشش کرتا ہے تو کبھی نہ کبھی اس کو حاصل کو ہی لیتا ہے۔ محنتی شخص کے سامنے پہاڑ بھی کنکر ہوتا ہے اور کاہل شخص کے سامنے کنکر بھی پہاڑ بن جاتا ہے۔ اگر اپنے ذہن پر انسان بوجھ ڈال کو بیٹھا رہے اور کہے میرے اندر تو وہ صلاحیت موجود نہیں ہے میرے اندر تو وہ خوبی نہیں ہے۔ جو مجھے منزل تک پہنچائے تو کبھی انسان ترقی کی منازل نہیں طے کر سکتا۔ اکثر آدمیوں کو یہ الفاظ دہراتے ہوئے ہم سنتے ہیں کہ میں لائق باقبال اور مسرور ہوں مجھ میں کوئی کمی نہیں ہے اور مجھے ایک کامل ہستی بننا ہوگا۔ اپنے ذہن میں اپنی کاملیت کی تصویر رکھنے سے حیرت انگیز مدد ملتی ہے۔ اس لئے انسان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے اشرف المخلوقات ہونے کا کھلم کھلا اظہار کرے ہمت اور حوصلے سے کام لے کر زندگی کی راہوں پر بہتر منزل کی تلاش میں نکل کھڑا ہو۔ ایک روز اس کی محنت، لگن اور مشقت رنگ لائے گی اور اسے کامران منازل مل ہی جائیں گی اور حصولِ مقصد اپنی آنکھوں کے سامنے رکھے خواہ آپ کی جسمانی اور ظاہری، ذہنی حالت اس تصویر کے کتنی ہی مخالف کیوں نہ ہو۔ اس کی مدد سے ہمت مرداں مددِ خدا کے بھروسے پر مقصد شروع کریں تو آپ اپنے مقصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچا سکتے ہیں اور اس طرح آپ زندگی میں ایک اہم مقام حاصل کر لیں گے جس کو لوگ رشک اور تعریف کی نگاہوں سے دیکھیں گے اور آپ کو وہ مرتبہ و مقام عطا فرمائیں گے۔ جس کا تصور بھی آپ کے ذہن سے کوسوں دور ہوگا۔

یاد رہے کہ خود شناسی کا جذبہ ہی قدرت کاملہ کا عطا کردہ ایک اعلیٰ ہتھیار ہے۔ جس کی اصل ماہیت کو جان کر ہی زندگی کی کٹھن راہوں کو آسان بنایا جا سکتا ہے اور زندگی کی دوڑ کے میدان میں ترقی کر سکتے ہیں۔

عزم صمیم ہو تو نظر آئے کوہ کاہ
راسخ رہے ارادہ تو تنکا پہاڑ ہے

جب تک انسان کا عزم و ارادہ اسے عمل پر آمادہ نہیں کرتا۔ تب تک انسان کے سامنے تنکا بھی پہاڑ کی مانند نظر آتا ہے اور آخر میں اپنے تمام اساتذہ کے لیے دعا گو ہوں جن کی دُعاؤں، محنتوں اور شفقتوں کا ثمر اللہ تعالیٰ نے مجھ جیسے نکمے کو یہ توفیق بخشی۔ اللہ تعالیٰ میرے اساتذہ کو عمر خضری عطا فرمائے اور میری اس سعی کو قبول فرمائے۔

آمین

چڑیوں کی طرح دانے پہ گرتا ہے کس لیے
پرواز رکھ بلند کہ بن جائے تو عقاب

(علامہ محمد اقبال)

حافظ شوکت علی
متعلم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

بفیضانِ نظر

مجدد دین وملت کشتۂ عشق ومحبت شمع زہد وہدایت گوہرِ بحرِ وفا سلطان العاشقین



تیرا مسند ناز ہے عرش بریں
تیرا محرم راز ہے روحِ امیں
تو ہی سرورِ ہر دو جہاں ہے شاہا
تیرا مثل نہیں خدا کی قسم

(اعلیٰ حضرت)